رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

قیمت فی پرچہ ۱/

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ انچارج ۔ مہر محمد خان

نمبر ۸۸ | مورخہ ۱۴ رمئی سنہ ۱۹۲۳ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۲۶ رمضان سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح نے باوجود ناسازی طبیعت (سردرد گلے میں تکلیف) جمعۃ الوداع خود پڑھایا۔ اور اس میں آخری عشرہ رمضان میں بالخصوص دعاؤں کی تاکید فرمائی۔

مسجد مبارک میں حافظ ابراہیم صاحب قرآن مجید ختم کر چکے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں صاحبزادہ ناصر احمد صاحب اور مسجد نور میں حافظ سلیم احمد صاحب اور مسجد فضل میں حافظ فیض اللہ ولد میاں عبداللہ جلد ساز ایک اور حافظ احمد الدین صاحب گجرچک والے چند روز سے دار الرحمت میں قرآن مجید سنا رہے تھے ۔ یہ سب صاحبان بھی عنقریب ختم کرنیوالے ہیں۔ جناب حافظ روشن علی صاحب ایک پارہ روزانہ درس دیتے ہیں۔ جو انشاء اللہ عید

امریکہ سے چٹھی

(نوشتہ مولانا محمد دین صاحب بی اے)

یہ عاجز بفضلہ تعالیٰ ۲۹ مارچ کی شام کو بخیریت تمام شکاگو پہنچ گیا۔ ۱۷ مارچ کو لورپول سے جہاز پر سوار ہوا تھا۔ سمندر خراب ہو جانے کی وجہ سے جہاز کو راستہ میں تین دن زیادہ لگ گئے ۔ نیو فونڈلینڈ کے پاس پہنچے پہلی دفعہ برف باری دیکھی۔ سردی اسقدر زیادہ تھی کہ جو حصہ بھی ذرا ننگا ہو جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ سن ہو کر جسم سے الگ ہو گیا ہے۔ بوسٹن جو امریکہ کا بندرگاہ ہے ۔ وہاں پہنچکر یہاں امریکن افسران نے روک لیا اور بہت لمبی چوڑی تحقیقات کے بعد دوسرے دن بمشکل میری خلاصی کی ۔ ۲۸ کی تاریخ دو بجے ریل میں سوار ہوا۔ اور دوسرے دن یعنی ۲۹ کو شکاگو یہاں کی ریلوں اور دوسرے انتظامات کا ہندوستان سے بہت فرق ہے ۔ ہر ایک چیز بڑے اعلیٰ اور عظیم پیمانے پر ہے ۔ انجن تو خاصہ الف لیلہ والا جن بلکہ اس سے بھی بہت بڑا۔ گاڑیوں میں مسافروں کی سہولت اور آرام کو اس قدر مدنظر رکھا گیا ہے کہ جس کا ہندوستان میں قیاس کرنا بھی مشکل ہے ۔ بستر بچھے وغیرہ ۔ چارپائیاں سب مہیا ۔ نہانے دھونے وغیرہ کا اعلیٰ درجہ کا انتظام ۔ روشنی اور سردی سے حفاظت کا جداگانہ انتظام ۔ لیکن خرچ بھی اسی اندازہ کے مطابق ۲۶ گھنٹہ کا سفر ہے ۔ جس کے

لیئے مجھے قریباً ۱۸۰ روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ اور یہ صرف ٹکٹ کا خرچ ہے۔ یہاں گاڑیوں میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے۔ اس لئے سب کو یکساں خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہاں جو دن کی گاڑیاں ہیں۔ انہیں تھوڑا سا کم ہے۔ بہر حال میرے لئے یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ شکاگو پہنچا۔ تو گو گاڑی تین گھنٹہ دیر کر کے پہنچی۔ تاہم حضرت مفتی صاحب سٹیشن پر موجود تھے۔ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر فوراً مسجد پہنچ گیا مسجد احمدیہ شکاگو بلحاظ مکانیت اور گنجائش اور انتظام مسجد احمدیہ لنڈن سے بہت بڑھکر ہے یہاں سردی اس قدر ہے کہ لنڈن کی سردی اس کے سامنے ہیچ ہے اسلئے کوئلہ کا خرچ یہاں بہت زیادہ ہے۔ ویسے بھی انگلستان کی نسبت یہاں کے اخراجات اڑھائی گنا سے لیکر تین گنا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ صرف کوئلہ کا خرچ جو مکان گرم کرنے کے لئے یکم مارچ سے ۳۱ مارچ تک ہوا ہے۔ وہ پچاس ڈالر ہے۔ اور ایک ڈالر کی اگر اصل قیمت ہی لی جائے۔ تو ایک سو ساٹھ روپے سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ باقی اخراجات کس پیمانے پر ہو سکتے ہیں ٭

کل بروز اتوار مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء کو حسب معمول ہفتہ وار اجلاس کا دن تھا۔ میرے لئے یہ پہلا موقعہ تھا۔ مجھے ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ کام اس اعلےٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ باوجودیکہ یکم اپریل انگریزی ممالک میں خاص طور کا دن ہے۔ جبکہ لوگ اپریل فول بننے یا بنانے میں لگے ہوتے ہیں۔ مگر میں نے دیکھا پچاس سے زیادہ زن و مرد پہلے اجلاس کے لئے جمع ہوئے جو محض دین سیکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ تعلیم یافتہ اشخاص معمر اور سن رسیدہ جوان اور نوجوان سب بچوں کی سی سادگی اور اخلاص کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کے پیچھے پیچھے [illegible] کے طور پر اعتقادیات اسلام اور روزمرہ کے استعمال کے اسلامی الفاظ اور نماز کے الفاظ ادا کرتے جاتے تھے۔ اور بعض پر ایسی محویت تھی کہ میں خیال نہیں کر سکتا کہ سوائے اخلاص سے یاد الٰہی میں مصروف ہونے کے کسی اور خیال میں بھی لگے ہوئے تھے۔ مسلسل طور پر میں نے دیکھا کہ حضرت مفتی صاحب گیارہ بجے سے لیکر دو بجے تک اس تعلیم و تدریس میں مصروف رہے۔ کبھی خود دہراتے کبھی سوال کرتے۔ کبھی دوسرے کو کہتے اور وہ باادب کھڑا ہوتا اور سوال کا جواب دیتا۔ اور پھر بیٹھتا۔ میں بھی مدرسہ میں پڑھاتا رہا ہوں۔ اور تعلیم کے کام سے دلچسپی رکھتا ہوں میں نے ایسی جماعت پہلے نہ دیکھی تھی۔ مفتی صاحب کو میں نے پڑھاتے ہوئے پہلے بھی دیکھا ہے۔ لیکن یہاں کا پڑھانا ان کا بڑی شان کا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کو دینی و دنیاوی ترقیات سے معمور کر دے۔

تین بجے دوسرا لیکچر تھا یعنے مہاتما بدھ کی سوانح عمری۔ اس اثناء میں حضرت مفتی صاحب نے کھانا نہیں کھایا۔ اور اس کی تیاری میں لگ گئے۔ دوسرے لیکچر کے لئے پچیس تیس نئے آدمی ہر رنگ کے جمع ہو گئے۔ اور پانچ بجے تک لیکچر اور سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔ بدھ تو صرف بہانہ تھا۔ وہاں تو اپنے بدھ کا ذکر تھا۔ خیر یہ مفتی صاحب کا ہی حصہ تھا کہ اس کو نبھایا اور آپ نے اچھی طرح نبھایا۔

الغرض یہ جلسہ بھی بڑی خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ مجھے یہاں پہنچکر اور ان اجلاس کو دیکھ کر اب اس اہمیت کا پتہ چلا ہے۔ کہ کس قدر عظیم الشان کام حضرت مفتی صاحب نے کیا ہے۔ اور کس قدر عظیم الشان کام اور وسیع میدان یہاں تبلیغ کے لئے موجود ہے اور کس قسم کی روحیں حق کی پیاسی نظر آتی ہیں ٭

احکام عید الفطر

چونکہ بعض مقامات پر احمدیوں نے چاند دیکھ کر بدھ کو پہلا روزہ رکھا اسلئے پنجشنبہ کو ۳۰ پورے ہو جائینگے۔ اور بدھ کو چاند نہ ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن عید منائی جائیگی۔

صدقۃ الفطر صدقۃ الفطر اس لئے مشروع ہے کہ عید کے دن مساکین کو طعام ملے۔ اور روزے میں جو نقص رہ گئے ہیں۔ انکو پورا کرے۔

یہ صدقہ غلام۔ آزاد۔ مرد۔ عورت۔ چھوٹے بڑے۔ غنی فقیر سب مسلمانوں پر ہے۔ نماز پڑھنے سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ پھر صدقۃ الفطر نہیں۔ معمولی صدقہ ہو جائیگا۔ ہر ایک شخص ایک صاع فی کس کے حساب سے ہاں گندم کے لئے نصف صاع بھی آیا ہے۔ صاع کا وزن دو سیر بارہ چھٹانک قرار دیا گیا ہے۔ غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

عید الفطر یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں (۱) اپنی آرایش (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلد جانا (۸) کچھ کھا کر جانا (۹) نماز کا پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آئیں۔ (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا (۱۲) مستورات کا بھی عید گاہ میں جانا امر مسنون ہے ٭

طریق نماز بغیر اذان و اقامت کے سب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ ثناء (سبحانک اللہم) پڑھیں۔ پھر سات تکبیریں یوں کہی جائیں۔ کہ ہر اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک لے جائیں۔ اور پھر کھلے چھوڑ دیں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ اور الحمد شریف۔ اور کوئی اور سورت (سبح اسم۔ ہل اتاک حدیث الغاشیہ۔ سورہ ق۔ و اقتربت الساعۃ) جہر (بلند) پڑھیں۔ پھر رکوع و سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لئے اٹھیں۔ اور ماسوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے کہی جائے۔ پانچ تکبیریں کہیں۔ اسی طرح جیسے کہ پہلے کہیں یعنے ہر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جائیں۔ اور پھر نیچے کھلے چھوڑ دیں۔ پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ اور حسب سابق قرائت پڑھیں ٭ یہ امر بھی آثار سے پایا جاتا ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرائت تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرائت تین تکبیر کہے۔

خطبہ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے جسمیں عام وعظ و نصیحت اور ماہ رمضان سے مومن کو جو سبق سیکھنا چاہیئے۔ اسکی طرف توجہ دلائی جائے۔

متفرق عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز اسوقت نہیں۔ نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کوئی امر مسنون نہیں۔ عید جمعہ کے دن ہو تو جمعہ الگ پڑھا جاتا ہے (مکمل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامن والامان - مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۲۳ء

جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی مساعی کے نتائج

علاقہ ارتداد

(از جناب چودہری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے - امیر وفد المجاہدین قادیان آگرہ)

اخبار ملاپ لاہور (۲۷ اپریل) نے بحوالہ اخبار ہمدم لکھنو مجلس نمائندگان تبلیغ آگرہ کی ایک رپورٹ سے حسب ذیل سطور نقل کی ہیں :-

"علاقہ ارتداد میں تبلیغی مساعی کے نتائج نے کوئی تشفی بخش اور فیصلہ کن صورت ہنوز اختیار نہیں کی۔ اکثر انجمنیں سطحی کامیابی سے متاثر ہو کر اخبارات میں اطلاع دے رہی ہیں۔ اس سے علاوہ غلط فہمی پیدا ہونے کے خود قوت عملی اور بہترین طریق کار سوچنے کی قابلیت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے نوگانواں کی ایک مثال ہے۔ باوجود تمام اعلانات کامیابی کے آخری شمار میں بھی اس گاؤں میں دو سو سے زیادہ مرتد ہیں۔ یہی حال پرکھم - فتح پورہ - اکرن وغیرہ کی تبلیغ کا ہے۔"

انجمن نمائندگان تبلیغ اپنی اور اپنے ماتحت انجمنوں کی "تبلیغی مساعی کے نتائج" کے متعلق جو چاہے۔ شایع کرے اور جن الفاظ میں چاہے۔ اپنی کوششوں کے نتائج تسلی بخش اور فیصلہ کن نہ ہونے کا اعلان کرے۔ لیکن اسے یہ قطعاً حق حاصل نہیں ہے کہ دوسری انجمنوں کے متعلق جن کو وہ اپنے انتظام سے علیحدہ کرنے کا بھی اعلان کر چکی ہے۔ ان کی تبلیغی مساعی کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرے۔ مگر چہ ہے۔ انجمن مذکور نے اپنی رپورٹ کے اس حصہ میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔ تبلیغی مساعی کے تسلی بخش اور فیصلہ کن نتائج نہ نکلنے کا ذکر کرتے ہوئے ان دیہات کا تو ذکر تک نہیں کیا۔ جو اس کے اپنے حلقہ تبلیغ میں ہیں۔ اور ایسے دیہات کا نام لے دیا ہے۔ جنہیں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انجمن مذکور بتانا چاہتی ہے کہ ان دیہات میں جو لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان کے نتائج تو تسلی بخش نہیں ہیں۔ لیکن جہاں جہاں یہ انجمن کام کر رہی ہے۔ وہاں اس کو تسلی بخش کامیابی ہو رہی ہے۔

چونکہ سوائے ایک گاؤں کے باقی جتنے گاؤں کے نام لئے گئے ہیں۔ وہ ہمارے حلقہ تبلیغ میں ہیں۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ انجمن نمائندگان کے اس افسوسناک بیان کے جواب میں مختصراً اپنی تبلیغی مساعی کے متعلق کچھ ذکر کروں۔

یہ تو ظاہر بات ہے کہ ہمارے مبلغین میدان عمل میں اسوقت پہنچے ہیں۔ جبکہ ارتداد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ کئی دیہات مرتد ہو چکے تھے۔ اور باقی ان کی تقلید کرنے کے لئے تیار تھے۔ پھر ہمارے حلقہ تبلیغ میں وہ گاؤں رکھے گئے۔ جو یا تو مرتد ہو چکے تھے۔ یا آریوں کی سالہا سال کی کوششوں اور مختلف قسم کے دباؤ سے بہت زیادہ متاثر ہو چکے تھے۔ ایسی صورت میں یہ توقع رکھنا کہ ان دیہات میں فوراً فتنہ ارتداد کا قلع قمع ہو جاتے۔ اور جھٹ پٹ "فیصلہ کن صورت" پیدا ہو جائے۔ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ارتداد کی خطرناک رَو میں جو بڑے زور شور سے بہتی چلی آ رہی تھی۔ کچھ نہ کچھ روکاوٹ پیدا ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر ذرا بھی اسمیں روکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ اور کچھ بھی اس میں کمزوری واقع ہو گئی ہے۔ تو یہ "تبلیغی مساعی" کا ہی نتیجہ ہے۔

اس بات کو مد نظر رکھ کر اگر ان دیہات کو دیکھا جائے۔ جن کا ذکر انجمن نمائندگان نے کیا ہے۔ تو یقیناً اس کے بالکل برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔ جو انجمن مذکور نے نکالا ہے۔

نوگانواں ایک اچھی آبادی کا مشہور گاؤں ہے جس کا اثر ارد گرد کے دیہات پر بھی ہے۔ اسمیں ڈیڑھ ہزار کے قریب بسنے والے ملکانوں میں سے اگر دو سو اشدھ ہو گئے۔ تو یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ باقی تیرہ سو کے محفوظ رہنے کا باعث "تبلیغی مساعی" ہی ہیں۔ پھر آکور - جیتی پورہ اور نوگانواں میں اسوقت تک چالیس خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلغین کے ہاتھ پر ارتداد سے توبہ کر چکے ہیں۔ اگر ایک خاندان کے ۴ شخص بھی متصور ہوں۔ تو اسلام میں دوبارہ داخل ہونے والے ان لوگوں کی تعداد کم از کم ۱۶۰ بنتی ہے۔ ایسے تبلیغی مساعی کا نتیجہ نہیں کہا جائیگا۔ تو اور کیا کہا جائیگا۔

پھر اکرن اور اس کے ملحقہ سات گاؤں جب ہمارے سپرد کئے گئے۔ تو انجمن نمائندگان نے بتایا تھا کہ یہ ارتداد سے تائب ہو چکے ہیں۔ لیکن جب ہمارے مبلغ ان دیہات میں پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لوگ ارتداد پر قائم ہیں۔ اور ہم نے کام شروع کر دیا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حالات بہت کچھ امید افزا ہیں اور ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ ہماری تبلیغی مساعی کا کچھ نتیجہ نہیں نکل رہا۔ لیکن پھر بھی ہم نے ان دیہات کے متعلق ابھی تک تفصیلی حالات شایع کرنے مناسب نہیں سمجھے۔

یہ تو ان دیہات کے متعلق گذارش ہے۔ جن کا نام لیا گیا ہے۔ اور جو ہمارے حلقہ تبلیغ میں ہیں۔ ان کے علاوہ ہم اپنی تبلیغی کوششوں کے متعلق مختصراً یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسوقت ۸۴ - احمدی کارکن میدان تبلیغ میں کام کر رہے ہیں۔ جن کی کوششیں چھ اضلاع کے سینکڑوں دیہات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

بعد کی خبر ہے کہ دو اور بھی لوگ اسلام میں پھر واپس آ گئے ہیں۔ (الفضل)

کے فضل سے سینکڑوں لوگ جو آج سے ایک ماہ پہلے ادھورے کہلاتے اور کلمہ تک نہیں جانتے تھے۔ اسلامی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ان میں بہت سے نماز و روزہ کی پابندی اختیار کر رہے ہیں۔ اور کئی دیہات میں لوگ ان دنوں نماز تراویح میں شامل ہو رہے ہیں۔ ہر جگہ بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے اور اس وقت تک مختلف مقامات پر ۲۵ سکول کھل چکے ہیں۔ اور ایک درجن کے قریب غیر آباد مساجد کو آباد کیا گیا ہے ؛

یہ امور تبلیغی مساعی کے تسلی بخش نتائج نہیں تو اور کیا ہیں۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ہم امید بھرا دل اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اس میدان میں نکلے ہیں۔ اسلئے ہم تو مشکلات اور رکاوٹوں کے پہاڑ میں بھی خدا تعالیٰ کے سچے دین اسلام کی کامیابی کی جھلک دیکھتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہیں ہو سکتے۔ اس میدان عمل میں تو خدا تعالیٰ ہماری چیز مساعی کو ہماری توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب فرما رہا ہے۔ اور کوئی سورج ہم پر نہیں چڑھتا۔ جب ہم اپنے آپ کو کامیابی کے میدان میں بڑھتا ہوا نہیں پاتے۔ لیکن اگر ہماری مساعی کے نتائج ہم سے اور اپنے سے زیادہ قربانی اور ایثار کا مطالبہ کریں۔ اور رونما ہونے کے وقت کو پیچھے ڈال دیا تو بھی ہم مایوس نہیں ہونگے۔ بلکہ کوشش کرینگے کہ اپنی انتہائی طاقت اور قوت صرف کر دیں۔ اور انجام خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

ہم دوسرے کارکن احباب کو بھی یہی مشورہ دینگے کہ وہ پُر امید دل اور بلند ارادے لے کر کام کرتے ہیں۔ اور جس قدر بھی کامیابی ہو۔ اسے معمولی نہ سمجھیں۔ اور نہ مایوسی کا اظہار کریں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل خیال کر کے شکر گذار ہوں۔ کہ شکر کرنے پر نعمت میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہی کامیابی کا سیدھا راستہ ہے ؛

سناتنی ہنود اور تحریک شدھی

شدھی کے خلاف معزز ہندوؤں کی رائے

از جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل مقیم آگرہ

مہاشہ شردھانند صاحب ملکانوں کو مرتد کرنے کی کارروائی میں ہندوؤں کے تمام فرقوں کو شامل کرنے کے لئے ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ ملکانوں کو مسلمانوں سے ہندو نہیں بنایا جا رہا۔ بلکہ انہیں برادری میں شامل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اپنے ایک تازہ مضمون میں لکھتے ہیں۔ "اور جو کام آگرہ میں ہو رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کا نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں کو انکی برادری میں شامل کرنے کا ہے" (تیج ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء)

اگرچہ عوام اور بعض متعصب ہندو ان کے اس دھوکہ میں آ گئے۔ اور مہاشہ جی کی ہر جائز و ناجائز طریق سے مدد کر رہے ہیں۔ لیکن بعض سمجھدار اور ہندو مذہب کے پابند لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اس شدھی کی کارروائی کو ہندو دھرم کے بالکل خلاف قرار دے رہے ہیں۔ اور اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ ہندو مذہب نہ صرف کسی غیر مذہب کے انسان کو اپنے اندر داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ اگر کوئی ہندو مذہب سے ایک دفعہ الگ ہو جائے۔ تو اس کو بھی واپس نہیں لیا جا سکتا۔ چنانچہ مسٹر گاندھی کے شاگرد رشید اور جانشین مسٹر راجہ گوپال آچاریہ نے جنکو مہاشہ شردھانند صاحب کا اخبار تیج "مقدس ہستی" قرار دیتا ہے۔ اشدھی کی کارروائی سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

"ہندو دھرم اپنے پیرؤوں کو جو سب سے بڑی صداقت کی تلقین کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "تمام راستے ایک ہی سورگ کو لیجاتے ہیں"

ان الفاظ کی تشریح اخبار تیج (۲۶ اپریل) یہ کرتا ہے "مسٹر راجہ گوپال آچاریہ کا اس ضمن میں ان الفاظ کا دوہرانا کہ ہندو دھرم کی رو سے تمام راستے ایک ہی دیوتا کی لیجاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی لیڈران سے درخواست کرنا کہ موجودہ فساد کو بند کر دیں۔ خالی از معنی نہیں وہ اپنے انکی خیالی کی بنا پر ہیں کہ موجودہ تحریک شدھی بند کر دینی چاہیئے۔ شاستروں کی مدد لیکر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہندو دھرم میں شدھی تو در کنار پرچار کی بھی اجازت نہیں"

چونکہ "تیج" نے مسٹر آچاریہ کے الفاظ کی کافی توضیح کر دی ہے۔ اسلئے مجھے اس بارہ میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ ان ہندو اصحاب سے جو سناتنی ہو کر شدھی کی تحریک میں مہاشہ شردھانند کی امداد کر رہے ہیں۔ درخواست کرونگا کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس طرح وہ ہندو دھرم کو کس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں

اسی بارے میں میں ایک اور معزز ہندو کے ارشاد کی طرف بھی اپنے سناتنی بھائیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ "مہاراجہ ادھیراج مہاراجہ سنگھ صاحب والئے شاہ پور (راجپوتانہ)" کا ایک مختصر سا مضمون ۳ر مئی ۱۹۲۳ء کے پرتاپ میں شائع ہوا ہے جسمیں وہ فرماتے ہیں "میں تو یہ کہونگا کہ سنسار بھر میں جتنے دھرم ہیں وہ پرماتما کی طرف لیجانیوالے ہیں۔ کوئی بھی بھائی کسی بھی دھرم کو سویکار (قبول) کرے۔ دھرماتما ہے"

ان الفاظ کا بھی یہی مطلب ہے جو مسٹر آچاریہ کے الفاظ کا ہے کہ ایسے مقتدر ہندو اصحاب کی رائے کی پابندی کرنا ہر اس ہندو کا فرض ہے جو اپنے دھرم کو عزیز سمجھتا ہے۔ اور انکی قدر کرتا ہے اور ایسے معزز لوگوں کے مقابلہ میں آریوں کی فریب ہی ہیں آکر ان کا ہمنوا نہیں بننا چاہیئے۔ کیا ہمارے سناتن دھرمی بھائیوں کو آریوں کی سالہا سال کی ان کارروائیوں سے آگاہی نہیں۔ جو یہ لوگ سناتن دھرم کی بربادی اور تباہی کیلئے کر رہے ہیں۔ شدھی کی تحریک طرح طرح کی چالبازیوں سے سناتنی اصحاب کو شامل کرنا بھی ایسی ہی کوشش ہے۔ کیونکہ شدھی کی تحریک کے ٹھنڈے پڑ جانے اور اپنا اُلّو سیدھا کر لینے کے بعد یہی آریہ سناتنیوں کو کہینگے کہ کہاں گیا آپ کا یہ عقیدہ۔ کہ ہندو دھرم میں کوئی پتت داخل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ مطالبہ کرینگے کہ جب ایک دفعہ یہ مان لیا گیا کہ ہندو دھرم سے صدیوں کے خارج شدہ لوگوں کو جو مسلمان کہلاتے تھے۔ واپس لیا جا سکتا ہے تو کیوں چوہڑوں چماروں کو ہندو دھرم میں داخل کیا جائے۔ جو ہندو کہلاتے ہیں۔ اس صورت میں سناتنی اصحاب سمجھ لیں کہ ان کے دھرم کو کس قدر نقصان پہنچیگا۔ اور آریوں کے مقابلہ میں انہیں کس قدر مشکلات پیش آئینگی۔ چوہڑے چماروں کے ساتھ انہیں کھان پان کے لئے مجبور کیا جائیگا۔ ان لوگوں کو ان کے برابر درجہ دیا جائیگا حتیٰ کہ رشتہ ناطہ کرنے کے لئے بھی کہا جائیگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

کامیابی کے دو یقینی گر

ازسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

۴ مئی ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ اور آیۃ شریفہ قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔ وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (سورہ بقرہ ۱۷ع) کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ جس قوم یا جس جماعت۔ جس فرد نے بلکہ...... انسان کے جس عضو اور حصے نے نشوونما اور ترقی میں کوئی غیر معمولی رنگ دکھانا ہوتا ہے۔ تو ابتدا ہی سے اس قوم یا جماعت یا فرد یا عضو اور حصے میں اس کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ کم از کم عقلمندوں کو جن سے سمجھا سکتا ہے۔ کہ یہ ترقی کرنے والا ہے۔ پس ہر ایک ترقی کرنے والا وجود اپنے اندر نشانیاں رکھتا ہے۔ اور ہر ایک زندہ رہنے والی ہستی اپنے ساتھ علامتیں رکھتی ہے۔ ان سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ زندہ رہیگی۔ وہ نشانیاں جن اقوام میں پائی جاتی ہیں وہ زندہ رہتی ہیں۔ جن میں یہ علامتیں ہوتی ہیں وہ چیزیں باوجود مخالفت کے زندہ رہتی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی قوم میں وہ علامتیں ہوں تو پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ زندہ رہنے والی ہے۔

بہت ہی ادنیٰ حالت میں ایک بیج کا پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اپنے اندر کیا طاقتیں رکھتا ہے۔ خوردبین کے ذریعہ بچے کی پیدائش کے بہت عرصہ پہلے بتایا جا سکتا ہے۔ کہ اس نطفہ سے کیسے بچے پیدا ہوں گے۔ کیونکہ ان کیڑوں کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے کہ یہ کیسی نسل پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر نسل اچھی پیدا کرنے والا ہوگا تو اس کے کیڑے مضبوط ہوں گے۔ اور چالاک ہوں گے جس نطفے کے کیڑے ناقص ہوں ان کی حالت کمزوری پہلے ہی نظر آجاتی ہے۔

تو نہایت ابتدائی حالت سے پتہ لگ سکتا ہے جانوروں اور نباتات کا بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ بعینہٖ ذہنی اور علمی حالت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں نے جو سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ پڑھی ہے اس میں ترقیات کا گر بتایا گیا ہے۔ اور اس گر کے ذریعہ پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ فلاں قوم یا جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ اور کس طرح کوئی قوم یا جماعت زندہ رہ سکتی ہے۔

کامیابی کے گر

چونکہ آجکل فتنہ ہے اور اس کا زیادہ تر بار ہماری جماعت پر ہے۔ میں اس گر کو بیان کرتا ہوں جن کو توفیق ہو اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اور چھوڑیں نہیں۔ یہ گر دینی امور ہی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ گر ہر ایک کام سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیاوی زندگی نہیں مل سکتی۔ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی اور نہ تنزل سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ جب تک وہ کسی بات کو دنیا میں بڑا یا چھوٹا نہ سمجھے۔

یہ گر ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم دنیا کے حاکم ہوگے۔ اور دنیا تمہارے آگے جھکیگی تم اونچے ہوگے لوگ تمہیں نظر اٹھا کر دیکھینگے۔ اگر تم اس کو مدنظر رکھو۔ کہ دنیا میں کوئی چیز بڑی نہیں اور کوئی چھوٹی نہیں۔ کوئی کام اور رتبہ اور مرحلہ ایسا نہ ہو جس کو تم بڑا سمجھو۔ اور کوئی ایسا نہ ہو جسکو چھوٹا سمجھو۔ جب تمہاری نظروں میں یہ گر آجائے اور اصول مجسم ہوجائے تو دنیا تمہاری غلام ہوگی۔ تم دنیا کے لئے بطور دارو غہ کے ہوگے۔ اور لوگ تمہاری نگرانی میں اور موجودگی میں کام کریں گے جیسے غلام کرتا ہے۔

احساس قومی کی ایک تابناک مثال

بعض کے نزدیک یہ مسئلہ پیچیدہ ہوگا۔ بعض کے نزدیک یہ بات اضداد میں سے ہوگی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یہ ایک حقیقہ ہے۔ جس کے بغیر کوئی ترقی نہیں۔ یورپ کے لوگوں میں یہ بات ہے۔ ابھی میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ آگیا ہے۔ جو پچھلے دنوں میں پیش آیا۔ کہ زندہ رہنے والی قومیں کسی بات کو چھوٹی نہیں سمجھا کرتیں سرحد پر انگریزی فوجیں رہتی ہیں۔ ان کے ساتھ انگریز افسر بھی ہوتے ہیں۔ انگریزی فوج کا انتظام اس قسم کا ہے کہ بغیر انگریزوں کے چل نہیں سکتا۔ ایسے مقامات جن کو محفوظ خیال کیا جاتا ہے۔ انگریز افسر اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ پچھلے دو ہفتہ کا ایک واقعہ ہے کہ کوہاٹ میں ایک انگریز افسر میجر ایلس رہتے تھے۔ وہ کسی دورے پر گئے ہوئے تھے۔ کوہاٹ ایک ایسا مقام ہے کہ وہاں سے سرحد پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ مقام خطرے سے بکلی پاک نہیں۔ ایک پٹھان گروہ جن کو کوئی نقصان پہنچا تھا ان کے سردار نے اپنی ماں کے سامنے قرآن پر ہاتھ رکھکر اقرار کیا تھا کہ میں جب تک کوئی خاص کام نہ کرلوں دم نہ لوں گا۔ اس پٹھان گروہ کے لوگ باوجود پہروں کے ہوشیاری سے کوہاٹ میں داخل ہوگئے۔ اور پھر میجر ایلس کے گھر میں پہنچ گئے۔ ان کی بیوی کو قتل کر دیا اور ان کی لڑکی کو اپنے ساتھ لیگئے اگر یہ واقعہ ہمارے ملک میں ہوتا تو لوگ شور مچا دیتے۔ کہ حکومت ناقص ہے پھر سوال پیدا ہوتا۔ کہ اس لڑکی کو بچایا جائے تو یہی زور دیا جاتا کہ جس کی لڑکی ہے وہ اپنا روپیہ خرچ کرے دوسرے اس کے لئے کیوں مصیبت اٹھائیں۔ مگر انگریز قوم زندہ رہنے والی ہے۔ ان میں اس بات کا احساس ہے کہ یہ واقعہ چھوٹا نہیں اور نہ شخصی ہے انہوں نے اس واقعہ کو [illegible] بلکہ قومی حیثیت میں دیکھا۔ ان کے ہاں اس واقعہ سے شور پڑ گیا۔ اور اس عورت کو بچانے کے لئے تمام ملک میں ایک ہنگامہ مچ گیا۔ اور چیف کمشنر جسکی سرحدی علاقہ میں گورنر کی حیثیت ہوتی ہے۔ وہاں پہنچ گیا۔ کوشش کی گئی کہ یا تو صلح صفائی سے لڑکی واپس مل

ہوں

یا لڑائی کرکے چھین لینگے۔ اس وقت انگریز عورت جس کا نام مسز سٹار ہے۔ وہ اپنی خدمات پیش کرتی ہے کہ میں وہاں جاتی ہوں جہاں لڑکی ہے۔ کہ وہ اکیلے ہونے کے باعث گھبرائے نہیں اور اس کو اپنی زبان میں باتیں کرنے والی مل جائے۔ گو اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ مار ڈالینگے۔ مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتی۔ ادھر ان سرحدی رؤسا کو جن کے گورنمنٹ سے تعلقات ہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ زور ڈالکر اس لڑکی کو بچاؤ۔ ورنہ ہمارے تمہارے ساتھ اچھے تعلقات نہیں رہیں گے تین دن کے اندر سینکڑوں میں میل تک لوگ کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور فوجیں جمع ہو جاتی ہیں۔ وہ انگریز عورت ایک چند مسلمان افسروں کی معیت میں جاتی ہے۔ اور کسی نہ کسی طرح چند دن میں لے آتی ہے۔ یہ کام ایسی چالاکی اور پھرتی سے کیا جاتا ہے کہ گویا ساری مشنری اسی کام کے لئے حرکت کر رہی ہے۔ ادھر وہ لڑکی آتی ہے ادھر بادشاہ کی طرف سے کارکنوں کے لئے شکریہ اور خطابات بھی آجاتے ہیں۔

اب یہ ایک معمولی واقعہ تھا ہندو مسلمانوں کی کتنی لڑکیاں سرحدی لے جاتے ہیں۔ مگر ایک انگریز لڑکی کے لیجانے پر انگلستان کے گوشہ گوشہ میں تہلکہ پڑ جاتا ہے۔ پارلیمنٹ میں کہ اصل میں ملک کی حاکم یہی جماعت ہے اور بادشاہ کو اتنے اختیارات نہیں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پارلیمنٹ کے سوال پر وزیر ہند اعلان کرتا ہے کہ اب وہ لڑکی کہاں ہے۔ اور ہمارے آدمی کہاں ہیں۔ اس کے کتنے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور اب جلد لڑکی واپس آجائیگی۔ اور اب اس جگہ پہنچ گئے وغیرہ وغیرہ غرض ایک ایک لحظہ کے بعد ہاؤس میں سوال ہوتا ہے۔ اور وزیر ہند تازہ ترین تاروں کا اعلان کرتا ہے۔ [illegible]

ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بدرجہا بہتر ہے

تھی۔ مگر انگریز قوم نے اس کو چھوٹا نہیں سمجھا اس لئے یہ بات ان کی زندگی کو ثابت کرنے والی ہے جو قومیں چھوٹی باتوں کی پروا نہیں کرتیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اور جو بڑی باتوں سے گھبرا جاتی ہیں وہ بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ جس وقت جرمن نے جنگ شروع کی تو اس نے بلجیم کے سامنے چند مطالبات پیش کئے۔ بلجیم کی آبادی چالیس لاکھ کی ہے۔ حکومت کے لحاظ سے بہت چھوٹا ملک ہے۔ لیکن جرمن کے مطالبہ کو اگر وہ قبول کرتی تو ذلیل ہو جاتی۔ بلجیم جانتا تھا کہ اگر جرمن کی بات کو نہیں تسلیم کریگا۔ تو چند گھنٹے میں اس کا خاتمہ ہو جائیگا جرمن کے مطالبہ پر بلجیم کے سامنے دو باتیں تھیں۔ اول یہ کہ اگر ان کے مطالبہ کو تسلیم کریں تو ان کے لئے ذلت تھی۔ اور اگر ان کے مطالبہ کو نہ تسلیم کریں تو ہلاکت اور تباہی۔ لیکن اس قوم نے ذلت برداشت کرنے کو گوارا نہ کیا اور مرجانا قبول کیا۔ جرمن نے چند دن میں تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ ان کے بڑے بڑے آدمی جلا وطن کر دئے گئے۔ اور ان کو مزدوروں کے کام پر لگایا۔ آخر خدا نے ان کی مدد کے لئے دوسری طاقتوں کو بھیجا۔ اور جرمن کو شکست ہوئی۔ اب وہی بلجیم اتنے زوروں پر ہے کہ جرمن کو ڈرا رہا ہے اور اپنے مطالبات منوا رہا ہے۔ اس قوم نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی۔ ان کا مقابلہ چڑیا اور باز کا مقابلہ تھا۔ مگر آخر چڑیا باز پر فوقیت لے گئی۔ غرض زندہ رہنے والی باتیں کسی بڑی بات کو بڑا نہیں سمجھا کرتیں۔ اور کسی چھوٹی بات کو معمولی نہیں خیال کیا کرتیں۔

یہ آیتہ شریفہ جو میں نے تلاوت کی ہے کذالك جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو امۃ وسطی بنایا ہے کہ تم کسی کام کو بڑا نہ سمجھو اور کسی کو چھوٹا نہ سمجھو اگر کوئی بڑے سے بڑا خطرہ بھی آجائے تو چاہیئے کہ تم کہو کہ کیا ہے۔ ہم تو اللہ کے بھروسہ پر اٹھا بیٹھے۔ اور اگر کوئی چھوٹا ہو تو اس کو معمولی نہ خیال کرو۔ بلکہ خدا سے استغفار کرو۔ اور اس کے استیصال کی پوری کوشش کرو۔ یہ حکم کیوں دیا ہے کہ تم نگران ہو جاؤ گے۔ اور شھداء علی الناس بن جاؤ گے۔ اور فرمایا کہ اسی قانون پر چل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا نگران ہو گیا۔

وہ کونسا حکم ہے جس پر چل کر مومن کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ وہ یہ ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع خوفاً وطمعاً۔ مسلمان کے لئے حکم دیا ہے کہ سچا مومن وہ ہے جو خدا سے طمع اور خوف کرتا ہے۔ یعنی اگر چھوٹا خطرہ ہو تو ڈرتا ہے۔ اگر کوئی اپنی جماعت میں کوئی ایک غدار ہو تو وہ ڈر جاتا ہے۔ اگر کسی جماعت میں جاہل یا بے ایمان ہوتا ہے۔ تو ساری جماعت ڈر جاتی ہے۔ کہ الٰہی یہ کیا مصیبت آنے والی ہے۔ کیونکہ ایک غدار آدمی سے اور جاہل آدمی سے جماعت میں رخنہ پڑ سکتا ہے۔ اس لئے وہ خوف کرتے ہیں اور اس کو معمولی بات خیال نہیں کرتے۔ اس کے مقابلہ میں جب بڑے مصائب غیر اقوام کی طرف سے آتے ہیں۔ اور خطرناک دشمن حملہ آور ہوتا ہے۔ تو ہمت نہیں ہارتے۔ اور اس سے ڈرتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی بیرونی دشمن ان کو ڈرا نہیں سکتا۔ اندرونی فساد ہو تو چھوٹے سے چھوٹے فساد سے ڈر جاتے ہیں۔ اور بیرونی فساد ہو خواہ کتنا بڑا ہو اس سے نہیں ڈرتے۔

ان تعلیمات پر عمل کرنے کا نتیجہ

جو لوگ ان تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہماری طرف سے ان کے لئے زندگی اور کامیابی مقدر کی گئی ہے۔ اور ان کو وہ کچھ ملتا ہے جو ان کے وہم اور خیال سے بھی بڑھکر ہوتا ہے۔ دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن کی امید پوری ہو۔ مگر اللہ کا اس جماعت سے ایسا سلوک ہوتا ہے کہ امیدوں اور خیالات سے بالا ہوتا ہے۔ یہ کامیابی کا ایک گر ہے کہ ہماری جماعت کو جو آخری جماعت ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ ہماری جماعت آخری ہے۔ کیا بلحاظ اس کے آخری نبی کی جماعت ہے اور آخری سلسلہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح اور مہدی کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ ہم ایسا ہیں آخری امت کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہم آخری محمدی امت ہیں۔ اس لئے کہ آخری شرعی رسول ہمارا رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ہم اس کی آخری جماعت ہیں۔ اور اس کمال کا رسول آئندہ نہیں پیدا ہوگا۔ جو ہوگا وہ اسی سے فیضیاب ہو کر ہوگا۔

پس ہماری جماعت کو ان قواعد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اور سب سے بڑا جامع قاعدہ یہ ہے کہ کسی کام کو چھوٹا

نہ سمجھا جائے۔ اور کسی کو بڑا نہ سمجھا جائے۔ اگر اندرونی فتنہ چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ تو خوف کھائیں۔ اور اگر ہمارا دشمن بیرونی ہو۔ تو اسکی کثرت سے نہ گھبرائیں۔

ہمیں امتہ وسطی بنایا گیا ہے۔ ایک لمبا آدمی ایک بچے کے لئے لمبا ہے۔ مگر جو آدمی متوسط درجہ کا ہے۔ اس کے لئے لمبا نہیں۔ اور اس کے لئے بچہ چھوٹا نہیں۔ اسلئے متوسط درجہ کا آدمی چھوٹے کو حقیر نہیں خیال کر سکتا۔ پس حالت یہ ہونی چاہیئے۔ کہ غیروں کی طرف سے خواہ کیسے ہی مصائب آئیں۔ ان سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ اور اگر جماعت کے اندر فتنہ ہو۔ خواہ چھوٹا ہو۔ تو اس سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ شیطان نے ہماری تباہی کے لئے یہ راہ نکالی ہے۔ اسی صورت میں ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ کہ ان باتوں کو سمجھ لیں۔ اور تبھی ہم امتہ وسطی بن سکتے ہیں۔ اس وقت ہماری حالت کیسی ہوگی۔ ہم لوگوں پر نگران مقرر کئے جائینگے۔ حاکم بن جائینگے اور تم پر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نگران ہونگے آپ کا وجود تمہاری نگرانی کریگا۔ اور ان احکام پر عمل کرنے سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے آجائینگے۔ اور آپ کی روح ہزاروں سال تک تم ہی کام کریگی۔ تم دنیا کے حاکم ہو گے۔ اور تمہارا حاکم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہونگے۔ تم محمدؐ کی روح کو اپنے اندر کام کرتا ہوا پاؤ گے۔ یہ کتنی بڑی ترقی کا وعدہ ہے۔ کام صرف یہ ہے کہ امتہ وسطی بنجاؤ۔ وہ قوم مرجانے کے قابل ہے۔ جو جماعت میں پیدا ہونے والے رخنوں کو معمولی خیال کرتی ہے۔ افراد سے جماعتیں بنا کرتی ہیں۔ اگر جماعت کے ایک فرد کی اچھی حالت نہیں۔ تو یہ علامت اچھی نہیں۔ اور دوسری طرف یہ ہونا چاہیئے۔ کہ خواہ مخالف کتنا ہی بڑے سے بڑا اور طاقتور ہو۔ اس کی سطوت تمہیں خوف زدہ نہ کرے۔ تم اس کے مقابلہ میں ذلت کے لئے تیار نہ ہو۔ جب تم میں یہ وثوق ہو گا۔ تبھی تم زندہ رہ سکتے ہو۔ اگر تم اس گر پر عمل کر دگے۔ تو دنیا کے حاکم ہوجاؤ گے اور دنیا کے فاتح ہوگے۔ یاد رکھو۔ خواہ سیاسی امور ہوں۔ یا مذہبی۔ ان سب میں یہ اصول کام کرتا ہے

دوسری نصیحت اسی اصول پر عمل کرنے سے یہ نکلیگی کہ تم پر رسولؐ نگران ہو جائیگا۔ اور زمانہ کا بعد محمد رسول اللہؐ سے تمہیں جدا نہیں کر سکیگا۔ تم دیکھو کہ وہ تم میں آگیا۔ ایک طرف تم حاکم ہو گے۔ اور دوسری طرف وہ پیارا جو تمہیں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ تم پر حکومت کریگا۔ وہ جس کو خواب میں دیکھنے کے لئے ترستے ہیں۔ وہ تمہاری نگاہ سے اوجھل نہیں ہو گا۔ دنیا کے سردار اور محبوب سے دائمی قرب حاصل ہو جائیگا۔ وہ کبھی جدا نہیں ہوگا وہی تم پر کمان کریگا۔ اور اسکی نگرانی میں کام کروگے۔

ان وعدوں کی اہمیت

یہ ایسے وعدے ہیں۔ کہ اتنی باتیں انسان کے ذہن میں نہیں آسکتیں یہ دو باتیں ہیں جنکو جماعت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ وہ جماعت کے اندرونی فساد پانیدھے کی طرح سے نہ گذر جائیں۔ اور بڑی طاقت سے جو بیرونی حملہ آور ہو۔ ڈر نہ جائیں۔ اگر یہ باتیں ان کو مدنظر ہوں۔ تو وہ ہلاک نہیں ہو سکتے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اس نکتہ کو سمجھیگی اور اس سے فائدہ اٹھائیگی۔ اس اہمیت کے آگے پیچھے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اور ان باتوں پر عمل کرنے پر اہم ترقیات وابستہ ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ جماعتوں کی موت اور زندگی وابستہ ہے۔ اسپر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک مصائب اور مہمات کو خدا کی مدد سے حقیر خیال نہ کرینگے۔ اور کبھی نہیں بچ سکتے۔ جب تک اندرونی چھوٹے سے چھوٹے فساد کو برا نہ سمجھینگے۔ جب یہ دونوں باتیں ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ سچے وعدوں والا ہے۔ کہ تم ضرور اس کے بندوں پر حاکم ہو گے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر جذب کر لوگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسپر عمل کرنے کی توفیق دے کہ ہم دنیا کے نگران ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے سامنے آجائے ہم اس کے کام میں معذور نہ کرینگے۔ وہ خدا سے پاتا ہے۔ اور ہم اس سے پاتے ہیں۔ اگر ہماری یہ حالت ہو تو اللہ کے فضل سے ہم کوئی غلطی نہیں کر سکتے۔

مسلمان ہرگز نہیں چاہتے کہ آریہ شدھی روک دیں!

اس خبر کی بنا پر جو مہاشہ شردھانند جی کے اخبار تیج میں شایع ہوئی تھی۔ کہ مسٹر مظہر علی ڈاکٹر محمود وغیرہ مسلمان مہاشہ مذکور کے پاس گئے۔ اور عرض کی کہ شدھی بند کر دو پرتاپ میں ایک لیڈر بعنوان "شدھی کی تحریک بند کر دو کیوں" شائع ہوا ہے۔ اسمیں مہاشہ کرشن فرماتے ہیں :-

"ہم حیران ہیں کہ یہ درخواست کیوں کی جاتی ہے۔ یہ درخواست جائز ہے یا ناجائز۔ اس بحث میں ہم نہیں پڑتے۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ سوامی شردھانند کون ہیں۔ جو تحریک شدھی کو بند کر سکیں۔ ۔ ۔ ۔ سوامی شردھانند یا کوئی اور کیسے روک سکتا ہے۔ اور روکیگا بھی کیوں۔ اس لئے سوامی جی سے اپیل کرنا بے فائدہ ہے۔"

ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان مسلمان صاحبوں نے کیا کہا یا کچھ نہیں کہا۔ مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ کوئی غیرتمند اور باخبر مسلمان ایسی بیہودہ حرکت کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ مہاشہ شردھانند یا کسی اور سے التجا کرے۔ کہ تم شدھی بند کر دو۔ کیونکہ کبھی کوئی سچا مسلمان اپنے مذہب سے اتنا بے خبر نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کا مذہب تبلیغی مذہب ہے۔ اور یہ حق اس کا تبھی برقرار رہ سکتا ہے۔ جب غیر مذاہب کو بھی وہ اس حق سے محروم نہ کرنا چاہے۔ ہاں ہندو اسکو مذہبی تحریک کہنے سے اب رکتے ہیں۔ اسی کے پردے میں وہ راجوں مہاراجوں کی مدد لیکر زبردستی برادری کا رشتہ ملکانوں کی گردن میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی کچھ خواہش ہے تو یہی کہ جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ بھلے آدمیوں کی طرح کریں۔ چالیں نہ چلیں۔ اور مکر و فریب اور جبر و تشدد سے کام نہ لیں۔ اپنے مذہب کی خوبیاں دکھائیں۔ نہ کسی ہندو مہاشہ سے مسلمانوں کی

یہ ذلیل کن درخواست نہیں ہے کہ آپ اشدھی نہ کرو۔ بلکہ مسلمان چاہتے ہیں کہ آپ اشدھی پھیلائیں کہ وہ بھی اس اشدھی کی گندگی کو صداقت اسلام کے ذریعہ پاک کریں۔ مسلمانوں کی اپیلوں پر کان نہ دھریں۔ کہ یہ آپ کے لئے مضر ہے۔ یہ آپ نے کیا کہا۔ کہ شردھانند کون ہے۔ جو اشدھی کی تحریک روکے۔ مہاشہ جی آپ کا یہ ارشاد ہمارے لئے کچھ بھی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ تو ایسے چیلے ہیں۔ کہ جو وقت پر اپنے سرسوتی سوامی دیانند کو بھی چھکے پر بٹھا دیا کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ بیوگان کی شادی نہ کرو۔ اس کی بجائے نیوگ سے کام لو مگر آپ لوگ یہ بھی کرتے ہیں۔ اور وہ بھی ؛

سکھوں پر ہندوؤں کے مظالم

ظاہر ہے کہ مسلمان حضرت باوا نانک کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کے جانشینوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور ان کے مصیبت کے وقتوں میں اگر کوئی کام آیا ہے۔ تو مسلمان لیکن ہندو جو حضرت باوا نانک سے اسلئے خفا ہے ہیں کہ چونکہ انہوں نے ان کے ویدوں اور پستکوں کی مخالفت کر کے شرک و بت پرستی سے اپنی بریت ظاہر کی۔ اور توحید کا علم بلند کیا۔ اسلئے ہندو قوم کے لیڈر دیانند نے اپنی قوم کے جذبات کی ترجمانی ستیارتھ پرکاش میں کی۔ اور اس پاکباز انسان کے حق میں گالیوں سے اپنی کتاب کو سیاہ کیا۔ مسلمانوں اور سکھوں میں بیر ڈلوا کر اپنی نیش عقرب کے خوش ہونا چاہتے ہیں کون نہیں جانتا کہ گورو گوبند سنگھ جی کے صاحبزادوں پر پنڈتوں کے طفیل مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مگر ایک مسلمان نواب شیر محمد خان آف مالیر کوٹلہ ہی تھا جس نے اس نازک وقت میں کلمہ خیر کہا۔ یہ دیر کی باتیں ہیں مگر تازہ واقعہ یہ ہے کہ کون نہیں جانتا کہ گوردوارے سکھوں کے معابد ہیں اور ہر ایک قوم کے معابد اسی قوم کے قبضہ میں رہنے چاہئیں لیکن سکھ قوم اس قدرتی حق سے محروم ہے۔ اور ان کے مذہبی معابد ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں۔ اور یہ ایک صریح ظلم ہندو قوم کا سکھوں پر ہے۔ اسمیں بھی .... جہاں تک ہو سکا ہم

احمدیوں کا قتل عام کرنے کیواسطے ہندوؤں کے پُرشر ارادے

احمدیوں پر مفسدانہ ارادوں کا الزام

۹ مئی کے پرتاپ میں ایک مضمون "آگرہ میں مسلمانوں کی اشتعال انگیز کارروائیاں" شائع ہوا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ:۔

"مجھے یہ کہنے میں سنکوچ نہیں کہ آگرے میں احمدی خصوصاً خفیہ طریقے سے اور مسلمان کھلم کھلا طور سے فساد پر آمادہ ہیں"

اور پھر اسی اخبار میں ایک دوسرا مضمون بعنوان "فتنہ ارتداد کی آڑ میں احمدیوں کی اشتعال انگیز تقریریں دراصل یہی فساد کا موجب ہیں" درج ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ:

"جب سے ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ احمدیہ جماعت نے بڑے زور شور سے ہندوؤں کے برخلاف پنجاب میں پرچار شروع کر دیا ہے۔ اور جگہ بجگہ ہندوؤں کے مقابلہ میں اپنے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ ...... امرتسر میں احمدیہ صاحبان کی مہربانی سے پہلے کئی روز سے مسلمانوں میں جوش تھا۔ اور جلوس کی شکل بنا کر ہندوؤں پر ناجائز دباؤ وغیرہ ڈال رہے ہیں اور مسلمان بہانے ڈھونڈ رہے تھے ...... تھوڑے عرصے سے لاہور میں احمدیہ صاحبان نے لیکچر ہندوؤں کے برخلاف شروع کئے ہوئے ہیں۔ جو کہ روزمرہ گول باغ میں ہوتے ہیں ...... ایسے لیکچر اور اشتہار بازی کرنے سے مذہب کا پرچار نہیں ہوتا۔ بلکہ لڑائی کا پرچار شروع ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ فتنہ ارتداد کی آڑ میں احمدیہ صاحبان کر رہے ہیں۔ بیچارے مسلمان بھائی سمجھ رہے ہیں احمدیہ صاحبان ایسے نازک موقع پر آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اور چند گستاخوں کو شرارت کے واسطے کھڑا کر کے اپنا آلہ بنا لیتے ہیں جس کی تکلیف شریف ہندو و مسلمانوں کو ہوتی ہے یہ صاحب تو کالج مشنری کی بہن کو سٹیج پر کھڑے ہو کر لیکچر دیتے جاتے ہیں کہ ہندو مذہب خراب ہے۔ اس کا نتیجہ جو کچھ نکل رہا ہے۔ ملک دیکھ رہا ہے"

ہمیں ان جھوٹ کی نجاست برسانے والے اور پھر اسپر غرانے والے ہندو اخباروں پر حیرت آتی ہے کہ یہ ذرا بھی شرم و حیا اور انسانیت سے کام نہیں لیتے۔ یہ جانتے ہوئے کہ احمدی تمام ہندوستان میں چند لاکھ نفوس ہیں۔ اور کسی جگہ بھی بحیثیت جماعت کے ہرگز زور نہیں رکھتے یہ بے غیرت اور فتنہ پرداز قوم جس کو آریہ کہتے ہیں۔ احمدیوں پر الزام لگاتی ہے کہ احمدی فساد پر آمادہ ہیں۔ آگرہ میں آریوں کی کتنی آبادی ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں احمدی کتنے ہیں؟ پھر یہ کتنی بے غیرتی اور شرارت ہے کہ ہزاروں مفسدہ پرداز ہندوؤں کے مقابلہ میں چند امن پسند احمدیوں کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ احمدی فساد کرنا چاہتے ہیں۔ آگرہ میں احمدیوں کا وطن نہیں سیاست نہیں۔ کثرت نہیں۔ اور نہ احمدیوں کے ہم عقیدہ لوگ وہاں معتدبہ تعداد میں ہیں۔ پھر کون عقلمند ہے جو آریوں کے اس جھوٹ پر صداقت کا وہم بھی کر سکے کہ احمدی وہاں ہندوؤں کے مقابلہ میں فساد کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی شرارت سے امرتسر میں فساد ہوا مسلمانوں پر آفت آئی مسلمان زیادہ مجروح اور مضروب ہوئے۔ مگر ان بے غیرتوں اور اپنی عورتوں کے دشمن آریوں نے اپنی عورتوں کے گریبان میں سر نکال کر چیخنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں نے ہمیں مارا ہے۔ اور احمدی فساد کرانا چاہتے ہیں۔ یہی حال لائلپور کا ہے۔ حالانکہ امرتسر وہ جگہ ہے جہاں پر ہمارے بدترین مخالف بھی رہتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ ہمارے بزرگوں پر پتھر برسائے ہیں۔ اگر ہمارا وہاں ایسا ہی زور ہوتا تو اپنے بزرگوں پر کبھی اینٹیں نہ پڑنے دیتے۔ ان حالات کی موجودگی میں یہ کیسی بے حیائی ہے کہ ہمارے باعث امرتسر میں فساد ہوا۔ یہ تو صحیح ہے کہ امرتسر میں فساد ہوا مگر اس کا باعث نہ احمدی تھے نہ مسلمان بلکہ وہ شریر ہندو تھے جو

آریہ حکومت قائم کرکے مسلمانوں کا اسی طرح قتل عام کرنیکا خواب دیکھ رہے ہیں جسطرح ایک ہندو پنڈت پرسرام نے ہندوستان کے سینکڑوں راجپوتوں کا قتل عام کیا تھا گو متعدد دفعہ کو تہ تیغ کیا تھا۔ جینیوں کا استیصال کیا تھا۔ اور علاوہ ازیں اپنے سے مخالف عقیدہ والوں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا تھا۔ دنیا جانتی اور سمجھتی ہے کہ احمدیوں پر فساد کے ارادوں کا الزام درست نہیں۔ ہاں آریوں کی سرشت ہے کہ فساد کریں۔ ان کے یہ اعلانات کسی فساد ہی کا پیش خیمہ ہیں۔ سابقہ تجربہ بتا رہا ہے کہ ان خبروں کی پشت پر ہندوؤں کے خونی ارادے مشتمل ہو رہے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی بینا آنکھوں میں خاک جھونک کر اپنے خونی ارادوں کو ظاہر کریں اور احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلیں۔

اصل یہ ہے کہ آریہ خوب جانتے ہیں کہ احمدی فسادی نہیں۔ لیکن احمدیوں کے متعلق ان کو اس بات کا بھی وثوق اور یقین ہے کہ احمدی ہی ہیں جو مذہبی تبلیغی میدان کے مرد ہیں۔ اور جہاں احمدی ہوں وہاں ان نیوگیوں کے پرتر دھرم کا سحر کارگر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آریہ دشمنان اسلام نے احمدیوں کو اپنے راستہ سے ہٹانے کے لئے یہ تجویز سوچی ہے کہ پہلے ان کے خلاف فساد کرنے کے حسب معمول الزام لگائیں اور مشتہر کریں اور پھر راتوں رات شاہ آباد اور آگرہ کے خونی مناظر کو ہندوستان اور پنجاب میں جہاں جہاں احمدی ہیں دوبارہ زندہ کرکے دنیا کو اپنی درندگی کا ثبوت دیں۔ لیکن ہم آریہ سماج اور ان کے ہوا خواہوں کو بلند آواز سے کہتے ہیں کہ تم بیشک احمدیوں کو اسی طرح قتل کر ڈالو جس طرح تمہارے بزرگوں نے راجپوتوں کو قتل کیا تھا۔ بیشک تمہارا ہر ایک فرد سیواجی کی طرح آہنی پنجے پہنکر احمدیوں کو افضل خاں کی مانند قتل کر ڈالے اور اپنے ہاتھ خون سے رنگ لے۔ اور تم سے ہو سکے تو آرہ اور شاہ آباد کے مسلمانوں کی طرح تمام ہندوستان میں احمدیوں کے قتل کی تاریخ مقرر کرکے ان کے بستروں کو بستر مرگ بنا ڈالو۔ اور تم اس میں کچھ بھی کمی نہ کرو۔ کہ اسی طرح احمدیوں کو زندہ پھونک ڈالو جس طرح کرتارپور میں تم نے مسلمانوں کو زندہ پھونکا تھا۔ غرض تم اپنی خونی اور ظالمانہ تاریخ کے تمام واقعات کو ایک ایک کر کے احمدیوں پر دہراؤ۔ احمدی تمہاری طرح فسادی نہیں بنینگے۔ ہاں یہ یاد رکھو کہ تمہارے ان تمام مظالم کے ہوتے ہوئے تبلیغ کے میدان سے نہیں ہٹینگے۔ نہیں ہٹینگے اور ہرگز نہیں ہٹینگے۔ خواہ تم فرخ آباد کے تازہ واقعات کی مثالیں ہر جگہ قائم کرو۔ جب تک کہ احمدی اپنے مسلمان بھائیوں کی کماحقہ حفاظت نہ کرلیں۔ اور شرک اور کفر کو دلائل کے زور سے مٹا کر توحید نہ قائم کرلیں۔

پس آپ ہمارے خون سے ہولی کھیلیں۔ مگر مکاری سے کام لیکر اپنے خونی ارادوں کو چھپانے کی کوشش نہ کریں۔ ہم تو تیار ہیں۔ کہ اسلام کی راہ میں قتل کئے جائیں پھر زندہ ہوں۔ پھر قتل کئے جائیں۔ پھر زندہ ہوں اور پھر آریوں کی تلوار ہمیں پارہ پارہ کردے۔ غرض دین کی راہ میں کفار کے ہاتھوں قتل کئے جانے سے بڑھکر اعلیٰ درجہ ہمارے لئے کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہزار بار بھی اسلام کیلئے قتل ہوں تو یہ ہماری سعادت ہے۔ سچ ہے ؎

ہزاروں دامنوں پر خون کے دھبے چھپتے ہیں
مرے آنے سے کیا ہولی مچی ہے کوئے قاتل میں

آوارہ عورتوں کیلئے جھگڑنا افسوسناک امر ہے

مسلمانوں کیلئے کوئی وجہ پرخاش نہیں اگر سکھ جھٹکا کھائیں

آوارہ اور بدکار عورتوں کا وجود کم و بیش ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی عورتیں اپنی آوارگی کی وجہ سے بعض آوارہ وش لوگوں کے ساتھ تعلقات پیدا کرلیں۔ تو ان کی وجہ سے دو قوموں کو جنگ کیلئے نہیں کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ ابھی عدالتہائے امرتسر میں ایک مسلمان کہلانے والی عورت کا مقدمہ چل رہا ہے کہ اس نے کسی اکالی کیساتھ تعلقات پیدا کر لئے۔ اور اس کے خلاف اس کے بھائی نے چارہ جوئی کی۔ اور وہ ایک ایسا مکروہ معاملہ ہے جسے دونوں قوموں کو اپنا مذہبی سوال نہیں بنانا چاہیئے اور اسکی بنا پر آپس میں ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ مذہبی معاملہ نہیں نہ قومی ہے۔ مسلمانوں کیلئے ایسی عورت کبھی مفید نہیں ہو سکتی جو آوارہ ہو۔ اور سکھوں کیلئے وہ لوگ فخر کی جگہ نہیں ہو سکتے جنکا کیرکٹر اچھا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں مذہب کا تعلق نہیں اگر مذہبی سوال ہوتا تو اس عورت کی نکلنے کے ساتھ ہی شادی نہ ہو گئی ہوتی۔ مسلمانوں کو اس قسم کی عورتوں سے کوئی ہمدردی نہیں اور نہ مسلمان سکھ قوم سے ایسی عورتوں کیلئے ناراض ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہمیں اس عورت کے بھائی کے اس طبعی صدمے میں ہمدردی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اس عورت کیلئے ہم سکھوں سے لڑ پڑیں کیونکہ ایسی عورت کا معاملہ مذہبی اور قومی حیثیت کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا بھیانک اور مکروہ معاملہ ہے جس کا وجود کسی بھی قوم کیلئے باعث فخر و عزت نہیں ہو سکتا۔ ایسی وارداتیں جو وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ ان کی تہ میں مذہبی جذبہ کام نہیں کر رہا ہوتا بلکہ وہ ادنیٰ جذبات ہوتے ہیں جن کی ہر ایک مذہب میں مذمت کی گئی ہے کیا ایسے واقعات کیلئے دو قوموں میں بیر ہو سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ چاہیئے کہ دونوں قومیں ان امور کا سد باب کریں اور ایسے مردوں اور عورتوں سے نفرت کا اظہار کریں۔ نہ یہ کہ ان کی خاطر آپس میں متصادم ہوں۔

رہا مذہب کی تبلیغ کا سوال اس میں ہر قوم آزاد ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں سنائے۔ اور دکھائے۔ اگر کوئی شخص مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہونی چاہیئے۔ اگر عورت ہو تو اس کے ورثا کو اجازت ملنی چاہیئے کہ وہ اسکو سمجھا سکیں اگر تبدیل مذہب کے باعث معاملہ عدالت میں بھی جائے تو عدالتوں کی طرف سے مستغیث کو موقع ہونا چاہیئے کہ وہ اپنا مذہب سمجھا سکے۔ تاکہ غلطی اور بے خبری میں کوئی شخص اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھے۔ بلکہ جو شخص بھی اپنا مذہب تبدیل کرے وہ صحیح علم کے ساتھ چھوڑے اور قبول کرے۔

نادانی ہے ایک اور بات کو بھی وجہ فساد بنایا جاتا ہے وہ جھٹکے کا سوال ہے حالانکہ مسلمانوں کے لئے اس میں کچھ بھی خرابی کی بات نہیں۔ سکھ صاحبان اگر جھٹکا کھاتے ہیں تو کھائیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہمارے سامنے جھٹکا کرکے ہمارے سامنے بیٹھکر کھا سکتے ہیں۔ ان کے کھانے سے ہم پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ تو جھٹکا ہے اگر ہمارے سامنے سور بھی کھائے تو اسمیں ہمارے لئے کوئی غصہ کی بات نہیں۔ پس ان لوگوں کی جہالت ہے جو جھٹکے کی بنا پر سکھوں سے

دو قوموں نے اسے اپنا مذہبی معاملہ بنا لیا مگر یہ

آریوں کے گھر میں ماتم

شدھ شدہ ملکانوں کا قبول اسلام

مزید پندرہ ملکانے اسلام میں داخل ہوگئے

موضع صانع نگر ضلع آگرہ سے میاں محمد لطیف صاحب احمدی نے اطلاع دی ہے کہ موضع صانع نگر کے مندرجہ ذیل اشخاص دوبارہ داخل اسلام ہوگئے ہیں۔

ہندو نام	اسلامی نام	ہندو نام	اسلامی نام
۱- بوچھا	محمود خاں	۹- عجیب سنگھ	عجیب خاں
۲- پنالال	احمد	۱۰- تیجا سنگھ	مختار خاں
۳- موراور	عبد الغنی	۱۱- شرپ سنگھ	ستار خاں
۴- شام لال	محمد اکرم	۱۲- جگت سین	محمد حسین
۵- پیارے لال	محمد اسلم	۱۳- تولہ رام	علی محمد
۶- ساؤریا	یعقوب علی	۱۴- سالگ رام	یوسف خاں
۷- خیراتی	محمد الدین	۱۵- بھکوتا	بھکور خاں
۸- نہر سنگھ	فیض خاں		

ان لوگوں کو حلقہ اسلام میں داخل کیا گیا ہے۔ نماز کا سبق دیتے ہیں۔ قاعدہ یسرنا القرآن بھی پڑھاتے ہیں ان میں سے بعض آدمیوں نے اپنے اسلامی نام خود تجویز کئے۔ جو ان کی مرضی کے مطابق رکھے گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک موضع سنگا پنچ میں کچھ لوگ شدھ ہوگئے ہیں۔

اپنے مذہب پر جمے رہنا

مورخہ ۲۷ر اپریل ۱۹۲۳ء کو میاں ٹھاکر کی پوتی کی شادی کے موقع پر عالم گنج متصل اکرن سے ایک برات آئی۔ اس گاؤں کے لوگ شدھی ہو چکے ہیں۔ مگر کلیان ٹھاکر نے جب شادی کی اطلاع کی۔ اس وقت یہ بھی اطلاع کر تا رہا کہ میں نکاح بند ھواؤنگا۔ اگر تم نے نکاح نہ بندھوانا ہو۔ تو برات لیکر مت آنا۔ کیونکہ میں اپنے مذہب سے ادھر ادھر ایک انچ بھی نہ ہونگا۔ اور انہوں نے اس وقت مانا۔ کہ ہم نکاح ہی بندھوائینگے۔ شام کے وقت تاریخ مذکور کو برات پر گھم پہونچی۔ سورج کا غروب تھا۔ کہ آریہ لوگ ایک بڑی تعداد میں گاڑی پر سوار پہونچے انہوں نے شدھی شدہ لوگوں کو جمع کرکے رات کو سرغنہ اور لڑکے کے پتا سے کہا۔ کہ تم نکاح نہ کراؤ۔ بلکہ ان کو زور دیکر کہا۔ کہ ہم بھنور ڈالینگے۔ یعنی ہندو مذہب کے مطابق رسوم کروائینگے۔ کیونکہ ہم شدھی ہو چکے۔ اس پر پر گھم کی برادری میاں ٹھاکران نے کہا۔ کہ ہم نے پہلے ہی سے جب سے شادی کے لئے کہا ہے اسی وقت سے اس امر کی اطلاع کی ہے۔ کہ ہم اپنے مذہب کے مطابق مسلمانوں کے طریق سے اپنے پرانے طریق کے مطابق نکاح بندھوائینگے۔ اگر تم کو ایسا نہیں کرنا تو ہم لڑکی کی شادی نہیں کریں گے۔ تم بیشک بغیر نکاح کے چلے جاؤ۔ چونکہ آریوں نے ایک بڑے زور سے جلسہ کیا ہوا تھا۔ اور ادھر ادھر کے ہندو ٹھاکر کو بھی بلا لائے ہوئے تھے۔ شام سے لیکر رات کے تین بجے تک بحث رہی۔ مگر کلیان ٹھاکر نے ہرگز نہ مانا کہ میں بغیر نکاح کے لڑکی کی شادی کردوں۔ آخر کار تین بجے نہایت بحث کے بعد نکاح پڑھا گیا۔ اس موقع پر جو ہمت اور مردانگی کلیان ٹھاکر نے دکھلائی ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔ اور اسمیں سب سے بڑھکر حصہ دھرم میاں ٹھاکر کا ہے۔ اور رسا طیا اور ریسی اور دیگر باقی ملکانوں راجپوتوں نے اپنی راجپوتی آن کا حق ادا کیا۔ باوجودیکہ آریوں نے نہایت ہی سرتوڑ کوشش کی۔ مگر یہاں کے میاں ٹھاکروں نے ایک بھی ان کی نہ مانی۔ نکاح کے پڑھانے پر مصر رہے۔ اور کامیاب ہوگئے۔ فالحمد للہ (یوسف علی خاں علی)

قادیان کے آریے مذہب کو کھیل سمجھتے ہیں

وہ بدقسمت قوم جس نے مذہب کو کھیل بنا رکھا ہے۔ عیسائیوں سے بڑھکر آریہ ہے۔ ہم پچھلے پرچہ میں وہ مکالمہ شائع کر چکے ہیں جو حکیم فیروزالدین صاحب ملتانی مہاجر قادیان اور لالہ ملاوامل جی اور ان کے بیٹے کے مابین میں ہوا۔ اخبار کے شائع ہونے پر لالہ ملاوامل جی سے حکیم صاحب بازار میں ملے۔ مگر رکھائی کیا تھا۔ اور دوسری طرف کو منہ پھیر کر کہا ہم نے تو سرسری بات کی تھی۔ اور آپ نے اس کو واقعی سمجھا۔ ہم کہتے ہیں کہ مذہب میں ہنسی مذاق کا دخل نہیں۔ مذہب ایک سنجیدہ چیز ہے۔ جو مذہب ہنسی اور تمسخر سکھاتا ہو وہ لعنتی ہے۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بطور ہنسی کے نہ تھا۔ اس لئے کہ اس کی تصدیق پرتاپ اور کیسری کے اعلانات نے اچھی طرح کر دی ہے۔

علما کو اطلاع

احمدیوں کے خلاف فتووں کی آریوں کو ضرورت

"مہاشہ کالی چرن آریہ اپدیشک ماسٹر ڈی۔اے۔وی ہائی سکول آگرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس وہ اشتہار لٹریچر ہو۔ جس میں قادیانی مرزائی لوگوں کو مسلمانوں نے کافر قرار دیا ہے۔ وہ ان کے پاس بھیجدیں۔ پرچارکوں کیلئے اس لٹریچر کی بہت ضرورت ہے" (کیسری ۵ر مئی ۱۹۲۳ء)

اسی قسم کا اعلان ۶ر مئی کے پرتاپ میں بھی شائع ہوا ہے۔ یہ اعلان پڑھکر ہمیں مسرت ہوئی کہ آریوں کے پاس "قادیانی مرزائی لوگوں" کے کفر شکن اعتراضات کا کوئی جواب نہیں۔ اور ان کے پاس "قادیانی مرزائی لوگوں" سے مقابلہ کرنے کے لئے اب کوئی ہتھیار نہیں بجز اس شکستہ اور زنگ خوردہ ہتھیار کے جو وہ بھی ہمارے مسلمان علماء نے قادیانی خدام اسلام کے خلاف تیار کیا ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو پھر علماء کے فتوے لیکر احمدیوں کے مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی بہرحال اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ میدان میں جو خدا ہیں کونسی جماعت ہے۔ جسے دیکھکر آریہ اپدیشکوں کو دم فنا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی خیر اسی میں سمجھتے ہیں کہ ہمارے مسلمان علماء کی چادر میں پناہ لیں۔ ہمیں آریوں کی اس بے بسی میں ان سے ہمدردی ہے۔ کہ انہیں ویدک دھرم کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے علماء اسلام

کا منت کش ہونا پڑا۔ اور مولوی صاحبان کی حالت پر افسوس ہے جنہوں نے وقت کو نہ دیکھا۔ اور نہ پہچانا اور ایسی باتوں میں مصروف ہو گئے جو اس وقت چھوڑ دینے کی تھیں۔ بہر حال اگر علماء کی خوشی اسی میں ہے کہ بجائے آریوں سے کامیاب مقابلہ کے ہماری تکفیر و تکذیب کریں۔ تو غالباً ان کے لئے اس سے بہتر موقع نہیں۔ کہ وہ آریوں کی مدد فرمائیں۔

آریوں کو واضح ہو کہ ان کی تمام لغو کوششوں کا توڑ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ایسا کہ اس کا توڑ ان کو کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ ہے حق اور اسلام کی صداقت جس کی روشنی میں تمام چمگادڑوں کے لئے تاریک غاروں ہی میں بسیرا ازل سے ابد تک مقدر کیا گیا ہے۔

کسی مسلمان عورت نے آریہ مناظر کو دس روپے نذر نہیں دی

یہ ایک بے بنیاد خبر ہے کہ جو آریہ اخبار پرتاپ میں شائع ہوئی ہے۔ کہ کسی مسلمان عورت نے دس روپے کی رقم پنڈت رامچندر کو بطور نذر پیش کی۔ ہم نے اس کے متعلق چند بارسوخ آریہ صاحبان اور سماج کے بعض عہدیداروں کے ساتھ گفتگو کی۔ مگر ان میں سے کوئی نہیں بتا سکا کہ وہ مسلمان عورت کون ہے۔ کہاں رہتی ہے۔ کسی کی بیوی یا بیٹی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک برقعہ پوش عورت مناظرہ سننے آیا کرتی تھی اس نے وہ روپے دیئے ہوں گے۔ مگر اس برقعہ پوش عورت کے متعلق ہمارے پاس چشمدید شہادت موجود ہے۔ کہ وہ ایک دن صرف برقعہ پہنکر آئی تھی اور جلسہ برخاست ہو جانے کے بعد برقعہ اپنی بانہہ پر لٹکائے ہوئے اور سفید ململ کی ساڑھی زیب تن کئے ہوئے بالکل بے نقاب و بے حجاب پنڈت رام [illegible] صاحب کے ساتھ نہایت بے تکلفی سے باتیں کرتی رہی تھی۔ اور بعد میں غالباً اسی برقعہ کو سنبھال کر رکھنے کے لئے سماج مندر میں اس طرح بے تامل جا گھسی تھی کہ گویا وہ اسی کا اپنا گھر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ عورت نہ صرف ہندو تھی بلکہ ایک آریہ سماجی لیڈی تھی۔ اس عورت کے علاوہ ہم نے کبھی کوئی مسلمان نما عورت مناظرہ میں نہیں دیکھی۔

اور پھر بعض سماجی دوست یہ بھی کہتے ہیں کہ اس عورت نے بوجہ مسلمان ہونے کے دس روپے کی رقم خود پیش نہیں کی۔ بلکہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بھجوائی تھی۔ اور اسے تاکید کر دی تھی کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ لگے۔ مگر وہ شخص باوجود آریہ سماجی ہونے کے خود سماجی دوستوں کے بیان کے مطابق ناقابل اعتبار ثابت ہوتا ہے۔ اور بظاہر یہی وجہ تھی۔ کہ جو مضمون آریہ سماج کے وائس پریزیڈنٹ صاحب نے اخبار پرتاپ میں شائع کرایا۔ اس میں دس روپے والی بات کا کوئی ذکر نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ہمارے آریہ بھائی اس قسم کی افترا پردازیوں اور چالبازیوں سے کس فائدہ کی امید رکھتے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت بخشے

راقم خاکسار محمد امیر عفا اللہ عنہ جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ضلع فیروزپور

جلد منگوا لیجیے

احباب کو یہ معلوم ہے کہ منشی پیر بخش پنشنر پوسٹماسٹر اپنے رسالہ تائید الاسلام لاہور کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی نسبت بہت غلط فہمی پھیلاتا رہتا ہے اس کے رسالہ بابت ماہ فروری مارچ اپریل کا دنداں شکن جواب دیا گیا ہے جس میں شروع میں ۳۹ احمدیوں کے ارتداد کی خبر غلط ثابت کی ہے نو دس الہامات پر ۳۰ اعتراض تھے ان کا رد کیا ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق سب الہامات کو دکھایا ہے حج مسیح موعود کی حقیقت بھی واضح کی ہے۔ موضع دیتال وغیرہ مباحثات کی اصل کیفیت واضح کی ہے۔ کم تعداد میں چھپا ایا ہی ایک روپیہ کے ۳۲ پرچے۔ ۱۰ اس سے کم فی جلد ایک آنہ کے حساب سے ٹکٹ آنے چاہئیں۔ محصولڈاک علاوہ [illegible] ہم ادا کر سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ تشحیذ قادیان

خصوصیات اسلام

اس نام سے ایک آٹھ صفحات کا ٹریکٹ جماعت احمدیہ شملہ کے تبلیغی سکرٹری صاحب کی طرف سے ہمیں ملا ہے۔ یہ مضمون محنت اور توجہ سے لکھا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہے تو لوگوں کے لئے بابرکت ہو سکتا ہے اس میں سپتارتھ پرکاش کو سامنے رکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کی اشاعت ملکانوں میں مفید ہو گی۔ اور انہی میں مفت اشاعت کے لئے انجمن احمدیہ شملہ نے یہ ٹریکٹ شائع کیا ہے۔

پتہ:۔ عبد الحکیم صاحب احمدی جوائنٹ سکرٹری تبلیغ شملہ

اعلان

بعض دوست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں خط لکھتے وقت اپنا پتہ صاف نہیں لکھتے۔ اور بعض پورا پتہ نہیں لکھتے۔ جس کی وجہ سے ان کو خط کا جواب نہیں جا سکتا۔ اس لئے تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنا پتہ صاف اور مکمل لکھا کریں تاکہ کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ ورنہ ان کے خط کا جواب نہیں بھیجا جا سکیگا۔ رحیم بخش قادیان

تقرر سکرٹریان امور عامہ

مندرجہ ذیل احباب کو امور عامہ کا سکرٹری یعنی محتسب مقرر کیا جاتا ہے۔ احباب مطلع ہوں جن جن انجمنوں میں ابھی امور عامہ کے سکرٹری مقرر نہیں ہوئے۔ جلد انتخاب کر کے منظوری کے لئے مجھے لکھیں۔

۱۔ بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلرک کیمل کور نمبر ۵۱ سکرٹری امور عامہ برائے جماعت راولپنڈی

۲۔ شیخ جلال الدین صاحب سکرٹری امور عامہ برائے جماعت احمدیہ دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور

۳۔ بجائے بابو حشمت علی صاحب مولوی خلیل الرحمن صاحب سکرٹری امور عامہ برائے جماعت سامانہ ریاست پٹیالہ